



DISTRICT
GAZETTEERS

دستکرڈ گزیئرہ

لاہور ڈویژن 1947ء

(طبع لاہور مع قصیر، گوجرانوالہ مع شخون پورہ، سیالکوٹ، امرتسر)

تألیف و ترجمہ: شفقت تنور میرزا



مشعل

و سڑک ط گز شہر ز
لاہور ڈوپٹان
(1947)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆
لاہور گوجرانوالہ، پنجاب پورہ
سیالکوٹ امرتسر گورا پسپور

MashableBooks.com

تو ہمارے ہمہ میں اور تم سے پہلے کوں تھے جو ستراءٹ سے لے کر بیسیوں تھج اور منصوب

وارث قول زبان توں ہار جانا، نہیں عائشقاں دامہب دین قاضی

جنان پر ایسا اور وہاں کا ایک شعری تاثر:

اپنے عہد کے تھج، قاضی اور نہیں عام کے سامنے اعتراف حسکرنی ہے۔

امنیتیں اپنے عہد و پیمان جان سے بھی عزیز تر تھے۔ وارث شاہ کی بھیری پگھ اسی انداز میں

اور اک جمرت بے خبری بھی۔ لیکن نہیں جمرت بے خبری نہیں بلکہ اس خبر کا پیغام کہ ان

دیواروں کے اندر وہ لوگ دھمکیوں کے لئے ملک و ملت کی خاطر قید و بند کی صورتیں توں ہر داشت نہیں کی تھیں بلکہ سولیں پر بھی جھوول کے تھے اندر وہ بھی اسی لیے کہ

اک عجب بونے نفس آتی ہے دیواروں سے

ہائے کیا لوگ تھے زندگی میں بھی ہم سے پہلے

یہ غالباً اس چیل کی دیواروں اور ان کے اندر قدر پڑنے والوں کے لیے فزانِ شمسیں بھی

کرتے رہے۔ جو نظر یہ ہوا کی کوئی محروم اپنے رکھا اور اسی نظر سے حالاتِ معمولات و اتفاقات اور اتنا کو دیکھتے اور پر کھتے رہے۔ جہاں کہیں کے دہل یہ جانے کی کوشش کی کہ بہاں کا بدقسم اور ثقافتی نشانہ کیا ہے۔ مااضی میں کیا تھا اور مستقبل میں کیا شکل اخشار کر سکتا ہے۔ قیامِ افغانستان کے بعد امور میں آگئے تو ترقی پسندانہ سوچ کے باعث چیل جانا پر ایسا اور وہاں کا ایک شعری تاثر:

ہم سے پہلے.....

مک سولیوں کو دفتر بخش کئے۔ پیثارث نے اور اور اگر پیثارث..... پوری کی پوری..... خصوصاً ہمارے اپنے علاقوں اور لوگوں کی ہمارے اندر سائنس میتی ہوئی جاتی ہو تو پھر ہمارے قول سے ہار جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

گوہاری تاریخ، پادشاہون، حمراؤں، خاناؤں، برادریوں اور قبیلوں کی ہے۔ جو لوگوں کی تاریخ ہے..... تو ہمیں تو پوری طرح یاد نہیں ہو یا کرائی گئی وہ ہوا زمانہ کے سموں تک پہنچا اور پہنچ کی گئی تاریخ ہے۔ مثلاً اردو کا معاوہ: پورس کے ہاتھی۔ گویا اس شرب اشل کے ذریعے پورس کی اس جدوجہد اور لیران جگ کی حیثیت اور اہمیت کم کی گئی جو دریا رے جہنم کے کنارے اس نے ایک فاقع عالم کے ساتھی اور مغرب کے اس پہلے ساری کوہ راستے ہر اتنے شوئی قسم سے خود ہاگیا۔ یونانوں کو سکندر کی عظمت اور جہاں یہی کام قدر اخترام ہے کہ انہوں نے ایکسویں صدی میں یعنی کوئی 23 سو سال بعد جہنم کے مغربی کنارے پر اس جگہ کی پیدا کرائیں کہ سے عین سامنے دریا کے پار اسے اپنے سب سے بڑے تریف کا سامنا کرنا پڑا تھا اور جو ہار گیا تھا مگر سکندر کی فوج کو اس قدر لا جا راو بے بس کر کا تھا کہ فوج نے دریاے راوی یا پاس سے آگے جانے سے اکھار کر دیا اور واپسی پر خود کی تنبہ (یا ملان) کے قلعے والوں کے ہنگل تیروں کے باعث واپس اپنے دشیں نہ پہنچ سکا۔ فوج جہنم کنارے قیچی پانے کے باوجود بدول ہوئی اور خود صاحب لشکر جنوبی پنجاب کی میان گاہ سے شیر کھا کر لوٹ گیا۔ تاہم تاریخ کا پہلا ذائقہ یونانی مورخوں کے حوالے سے ہم نے چھا۔

پیثارث ہے گمراں کا پورا ریکا ڈھمارے پاس نہیں کیونکہ ہمال پرموجہدوم یا اقوام نے ان ثارثی تھاں کو اس لیے فرموش کرنا ضروری سمجھا کہ اس طرح اس مہد کے رجہ امہی (دیباے سندھ کے آر پار کا حاکم) مجھے حاکم بے نقاب ہو جائیں گے اور ہمارے ہمہ میں یعنی گزشتہ پڑھو سوال میں ان تمام پورسون کو بالا رادہ بھلا دیا گیا۔ ان کی پادگاریں اور نام و نشان ضائع کرنے کی ہمکن کوشش کی گئی جہنوں نے برخیز میں سکندر کی پورپی نسل کی پیغماکو روکے اور اپنی رہنی کی آزاد اور سرپندر کے کے لیے دیوار کو قدم یا گھر بیٹایا تھا۔ جن ایمان زندان کا ذرجن عابدی نے کیا ان میں وہ بھی تھے جہنوں نے شانی قلعے

اور شیل روڈ کی پرانی بیتل کو پانی قربانیوں سے یا گھر بنا دیا تھا۔ ہم نے پیکیا کہ اس جگہ مولیٰ غلام رسول (قلمبھاں شگھ) کو جنوبالے سے لے کر بھٹک شگھ آزادی کے ہراوں دستے کے شامساوروں کی یادگار قائم کرنے کے بجائے کہاتے ہیں، ہنوز ان سرمایہ داروں اور جاگیرداروں اور افرود کی رہائی کا لونی بنا دی اس دفع کو مسلمانت رکھ کی بجائے اس کی دعیاں بھیڑ دیں جس دفع سے وہ سب قتل کو گئے۔

یہ بھی تاریخ ہے

پڑپ مونو ٹھوڑے بیتل پور گنویری والا تخت باپی او ٹیکلابھی تاریخ ہے گھر ہم نے ان کو مردہ ڈھیری تاریخ بنا دیتا تھا تاریخ جو ہمارے اندر ہماری ثافت ہمارے طرز قفر میں سائنس نہیں لیتی، مردہ حالت میں پڑی ہے۔

قبل مسیح سکندر کے زمانے کی تاریخ اس کی باقیات کہاں؟

وہ کون لوگ تھے جنہوں نے پڑپ گنویری والا اور مونو ڈاپا کیے اور وہ کون تھے جنہوں نے ان کا کر بارک درپا۔ ان سب کی تاریخ کیوں محفوظ نہ رکھا گی؟ پھر آریا آئے..... ان کی تاریخ؟ وہ کیوں شائع پار کر گئے؟ انہوں نے دیوی دیپناوار کے علاوہ معلومات تاریخ کو الہا تک محفوظ کیا، وہ کون سے مقامات چھوڑ گئے جن کے بارے میں اقبال نے کہا تھا:

بھری ہوئی ہے راک ادھر ہوئی ہٹاب اور
اور کیسی تحریت میں ڈوب گیا تھا:

کیا خیر اس مقام سے گزرے ہیں کتنے کاروں؟
اقبال کے بہت سک اقبال کے شہر یا لکوٹ پر تاریخ کا سفر کیا، معلوم صرف اتنا کہ رجہ بابا ہن نے آبادیا اس سے پہلے ایک بادشاہ مندرا کراچی دشمنوں اور فلیفوں کی ملاش میں رہا۔ پھر ادھر کیسی مہاتما بدھی آیا۔ پھر ہندومت اور ہندو راجہ پھران پر غرب سے مسلمان افغانوں کی یلغاز پر پہنان اور مغلوں کی حکومت پھر کھراج اور اس کے بعد انگریزوں کی حکمرانی۔

اقبال کو مکہ تری ہری مہماں پدھار بانا کن سمجھی اچھے لگے گمراں کی ساری عمر کی آزو

ایک ہی تھی:

میری تمام آزو و کھوئے ہوؤں کی جگتو
کون لوگ اس دھرنی کو چھوڑ گئے اور ان کے ٹھکانے کس نے سنبھالے؟ ہماری تاریخ
میں کئی بڑی بڑی نقل مکانیاں ہوئیں دیباں کے سلسلہ کئے شہر صفویتی سے نابود کر گئے۔
کئے ہاڑہ چیزے دریا خش ہوئے اور کئے تھل اور چولستان چھوڑ گئے۔ یعنی نہیں خرگرد جو قل
مکانی ہمارے زمانے میں ہوئی (1947) اور جس بڑے پیانے پر ہوئی اسی سے

قیاس کن زگستان من بہار مرا
پلاشہ کر دوں انسان مجور کر دیے گئے کہ سب کچھ چھوڑ کر جتی کہ اپنے بزرگوں اور
پھول کی تمیں اور دادا ہیں مسجدیں بند کر دو دارے پاٹھالائیں بزرگوں کے دراز جنم
استھان سب کچھ چھوڑ کر احمد نکل جائیں جہاں ان کی جان کو اوانٹل کرتی ہے۔
اگر تم پیش اصرد یوں پیچھی ایں نقل مکانیوں سے محض اس لیے پہنچ رہے گے اسکے
کئے کہ تاثرین میں سے کوئی بھی ان واراقوں کی تاریخ اور تفصیل کو یاد نہیں رکھا چاہتا تو
پھر نہ یہ کہنے میں حق بجانب بیں کرئیں بالدار اپنے تاریخی ورثے اچھے یا بے اچھے
بے دلوں سے گرم رکھ کر معاشرے کے صحت مندا رفاقت اور سفر میں رختے ڈالے گے۔
ہمیں زمان و مکان کی اس پیچان سے گرم کیا گیا جس سے تم اپنے محمد کے لیے وہ سبق
حاصل کر سکتے جو بیق اللہ کی ذات قرآن میں قصص کے حوالے سے..... عامۃ الناس کو دینا
چاہتی ہے۔

تاریخ کی اہمیت کے بارے میں فی زمانہ پھیزیادہ الائیں دینے کی ضرورت نہیں کیونکہ
خود انسی علوم میں بھی ایسا ہے جو نادر اور غیر جاذب کی تاریخ کو ٹوٹ کر کھا جاتا ہے کہ اس کے
بیشتر سائنسی تحقیقی ممکن نہیں۔ پتھر کا کوکل کیسے بنا اور کوکل سے ہمرا کیسے وجد میں آیا۔ یہ
سب کچھ جانے کے لیے متعلاقہ مادہ پر گزری ساری واردات کا جانا ضروری ہے اور یہ
واردات میں دراصل تاریخ ہے۔ علاقے افغانستان اور ہزاری روکا۔

پر غیر پاک و بند کے اس حصے (مغربی پاکستان) کی واردات کیا رہی ہے؟ مجہول ذہن رکھتے والے ادھام اور صنعتیات میں مقید لوگوں نے اس واردات کے بارے میں بیان دیا ہے: مجبول عمل کی شغل میں کوئی خاص اٹھائیں چھوڑا۔ موبائل ور اور ٹرپے سے حاصل ہونے والی تحریکیں ابھی تک پڑھی نہیں جائیں اس لیے اس عہدہ کا باب بند ہے۔ بعد کے زمانے میں اگر کچھ بھر امواد بھی ہے تو ویدوں اور مہماں اور ائمہ میں اور کچھ بدھت کی پالیزبان کی کتابوں سے۔ اسی پالیزبان میں اس علاقے (کامل سے جنم تک) کے ایک حاکم شاہ ملندا (یا مرپیدرا) کے مکالمات ہیں جو ہمگوں سننا بیوں اور داش وروں سے ہوئے۔ ملندا کا جنم کا بالائے کفر زبردیہ سے سنندھ کے ایک جز دشمنی ہوا تھا اور اس کی رگوں میں یوں اور متعاقی خود رواں تھا۔ پاپخت اس کا یا گلوب تھا اس کی سلطنت میں کشیدگی شامل تھا اور میں سے اسے قلبی ناگ میں بھیجا جوہر قابل ہاتھ آیا۔

تاریخ کی واردات نہ پوری طرح کافنوں پتھر کی سلوں اور پرکڑے دغیرہ پر گھونٹھوڑی نہیں میں دبے شہروں کی کھدائی سے پوکی تصور ساختے آئی۔ ہم نے تاریخ سے محبت کی نہ آثار قدیمہ سے۔ یہ (”ہم“ دراصل یہاں کے وہ باشندے تھے جو مسلمان جملہ اور دوں کے واروں ہوئے سے پہلے ران کی کرتے۔ ”ہم“ نے صورت حال کو دیکھا تو اپنی تاریخ میں نئی مصلحتوں کے مطابق..... قلعے دی پیدا شروع کر دی۔ ایک طرف اپنے آپ کو برپا لایا۔ ثابت کرنے کے لیے اور درستی سستی مطابقت پیدا کرنے کی کوشش۔ دونوں صورتوں میں پنجی کی تاریخ کی ایسی تعبیریں ہوئیں کہ خوب تھی پریشان ہو گیا۔

جب مسلمان آئے وہ اپنے ساتھ دفاتر تھاری بھی لائے اور انہوں نے وہی واقعات و حالات لکھے جو ان کو ساتھ لانے والوں نے چاہے۔ الہیوں خال خال تھے اور فردوسی بھی بہت کم نامہ یہ حقیقت ہے کہ اس علاقے میں مسلمان گورنمنٹ کرنے اور رہنے کے لیے آئے تھے اپنے ساتھ تاریخ بھی لائے تھے۔ انہوں نے چھوڑے علاقوں سے ایک تعلق کوہی قائم رکھا اور بخاری، گردیوی، کرمانی، خراسانی، خوارزمنی گیلانی، فاروقی، صدیقی، علوی، حسینی، حسنی، فاطمی بھی کھلا لے۔

ومسلمان حاکموں کو کھنی اپنی تاریخ کی ضرورت تھی جو عموماً درباری مونوں سے لکھوائی گئی اور کسی مثالی زبان میں نہیں۔ صرف دوباری سرکاری زبان میں درسرے منتظر کہ وابستگیوں کا تاریخی پیش مظر اپنے ہونے کے جواز کے لیے ضروری تھا۔ مثلاً بخارہ سے آنے والے سیدوں کو پیچی جھوٹی گھنی تاریخ رکھنے کی ضرورت تھی سو اس طرح کی ایک تاریخ کی فکر ہوئی۔ آنے والوں کے حوالے سے مقامیوں نے بھی اپنے اپنے ”بُدُ“ کی پورتا اور جڑوں کی مفہومی ثابت کرنے کے لیے بھنڈ کیا جائے بھرتو تاریخ نہ مانتے ہوئے بھی تاریخ تھی کہنا پڑے گا۔ مختصر ایک مسلمانوں کے عہد کی زیادہ تر تاریخیں ہر چند چاندار ہیں گہر اس بر مشیر میں تاریخ کو ریکارڈ کرنے کا سفر مسلسل انسانیں سے شروع ہوا۔ مسلمان بیہاں رہنے کے لیے آئے تھے اور جو بیہاں کے لوگ مسلمان ہوئے ان کی ضرورت تھی جس نے صوفیاً با فرید اور امیر خسرو پیدا کیے اور حکمرانوں کی ضرورت تھی تو انہوں نے جنوبی ہمارت کے ہنچنی حکمران اور اکبر اور دارالٹکوہ یعنی لاک پیدا کیے۔ قتل عمل کی تحریقی موجوں نے ایک طرف دارالٹکوہ اور دوسری طرف اور گزیب پیدا کیا اور ان کے ساتھ جو بیہاں پہنچے موجود تھے انہوں نے بھی اپنے ماضی حال اور مستقبل کے حوالے سے تاریخ کو اپنے تفصیل نقظہ نظر سے ابھیت دینا شروع کی۔

بہر ٹھین مصوریں رہیں۔ ماقبل تاریخ اور اس کے بعد ہمہ بھارت و پیدا اور صہیماً، پھر مختصر سماع صدیں میں یوں تاریخی مورخوں نے بیہاں کا حال لکھا اور وہ سفرنا سے جو بدھزادرین کے حوالے سے مانتے آئے اور پھر مسلمانوں کا عہد اور اس زمانے میں لکھی گئی تاریخیں روز ناچے اور دو قائم تھاری پیسب کچھ اپنے تقصیبات کے ساتھ زندہ رہا۔ اگر بیوں کے آنے سے پہلے ان کے قصے بیہاں تک پہنچ چکے تھے وہ آئے تو یا جدت و سفر اور حکمت سے آغاز کیا پھر تجارت اور مارکیٹ کے حوالے سے وہ آگے بڑھتے رہے اور تجارتی مفاد کے لیے فون قائم کی اور پھر فون کے حوالے سے حکومت پر قبضہ۔ نہیں تھے زمانے میں یوں تاریخی مورخوں میں یوں پی خصوصاً اگر بڑی بیہاں رہنے آئے تھے تجارت کا ثنا تھا کہ حکومت پر کنٹرول ہوا اور اگر کنٹرول نہیں تو پھر رہا

راست قبضہ ہو۔ چارت اور حکومت دونوں کے لیے علاقے کا جائزیہ قدرتی عوامل ذخیر پیداوار آبادی برادری، قبیلے، فرقے، نزدیکی طبیعت اور پھر ان کے اندر سے میامد میامد تھے۔ بھی سے عمل و اقیت لازم تھی۔ انہوں نے اپنے سے پہلے والوں کی اجتماعی، فرقہ، وارثہ، علاقہ دار، قبائلی تیشیم اور نجی امتیازات کے حوالے سے بڑی معلومات کئی کیسیں جو حکومت اور شمارت مقامد کے لیے لازمی سے بھی زیادہ لازمی تھیں۔

اگریزوں نے ہمارے ماضی کو سامنے رکھ کر مختلف رہشوں سے جو کچھ ملکتا تھا اور سرزاں میں سے جو زبانی کلائی روایات حاصل ہوئی تھیں ان کی بناء پر اپنے ناگروں اور حکومتی اہل کاروں یا افسروں کے لیے ڈائریکٹریاں پیاریں تھیں جن میں تاریخ بھی ہے اور تجارتی امکانات کی تکمیل بھی۔ یہ کام انہوں نے پریمر کے لوگوں کے لیے بھی اپنے ”خواں“ کے لیے اپنی زبان میں کیا اور ہر چند ان کے متکی زبانوں میں تھے کوئی پابندی نہ تھی تگر غایباہ وہ ان معلومات کو موافق پایدا شد کا حصہ تھیں جاننا چاہئے تھے اس لیے ان کی اونڈاڑیکر پیں یا گزینہ رنگ تھیں زبانوں میں کم احتراز جوہ۔

ان کتابوں کا مصرف اگرچہ خصوص تھا گرفائدہ یہ وہ اس طرح ایک تیرے فربت کے حوالے سے اس کے اپنے مفہادات کی روشنی میں پہلے دو یا تین فرنیوں کی تاریخ کی جو تدویں ہمارے سامنے آئی اسے غیر پانیہ راجہ بہار ازٹارخ کہا جاسکتا ہے۔ رہاظام اور حکومت تو اس کے لیے انہوں نے ہر انقلائی پیونٹ کی ایک ڈائریکٹری یا گرد تیار کیا جس میں جغرافیائی اور انتظامی اور خاندان خصوصاً وہ جوان کے طرفدار تھے قابل ذکر ثابتات قبیلے اور شہزادوں پیونٹ کے اندر معیشت چارت صفت زراعت کی تھیں صورتوں کا حال شامل کریں۔

بخارا میں پیزرت اگریزوں کے بہان آنے کے کوئی پیشاپیش چالیں برس بعد چھینے شروع ہوئے اگرچہ کوائف 1846ء سے بھی پہلے اکٹھے کیے جا رہے تھے۔ بخارا کو خلدوں میں تیسیم کیا گیا۔ مردم شماری کے ساتھ ساتھ زراعت اور خانہ شماری بھی فرضیہ و سمع سروے کے بعد یہ گزینہ تیار کیے گئے اور پھر ہر مردم شماری کے بعد عموماً ان پر نظر ثانی ہوتی